Volume:1
Issue :1
www.worldurdurnp.com
ترجیحا

فریدہ بیگم ریسرچ اسکالر، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

۲۰۱۹ کے رسالہ شگوفہ کے شماروں کا جائزہ

رسالہ شگوفہ ایک ماہنامہ ادبی رسالہ ہے۔ جسے ۱۰ نومبر ۱۹۶۸ میں ڈاکٹر سید مصطفی کمال نے حیدرآآباد (دکن) سے شائع کیا۔اس رسالہ کو مصطفی کمال نے زندہ دلان حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت دی گئی۔ شگوفہ کا ذکر کرنے سے پہلے زندہ دلان حیدرآباد کے بارے میں جاننا ضروری ہیں کیونکہ حیدرآباد میں طنزومزاح نگاری کے ارتقا کی داستان زندہ دلان حیدرآباد کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس کی ادبی خدمات کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ زندہ دلان حیدرآباد کو ابتدا میں فائن آٹس اکیڈیمی حیدرآباد کے ادبی شعبے کی حیثیت سے تشکیل دیا گیا۔اس کے قیام سے پہلے ہندوستان میں طنزومزاح لکھنے والوں کا کوئی باضابطہ مرکز یا پلیٹ فارم نہیں تھا ،حیدرآباد میں آزادی کے تین سال بعد ۱۹۵۰ میں فائن آرٹس اکیڈیمی کا قیام عمل میں آیا لیکن یہ رقص و موسیقی ڈرامے کے میدان تک محدود تھا البتہ لوگ یہاں وقتاً فوقتاً باہم مل بیٹھتے تھے۔ لیکن یہ نشستیں ایک خاص طبقے تک ہی محدود تھیں۔آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے ڈائرکٹر ایاز انصاری نے ۹ جنوری ۱۹۶۱ کو ریڈیو اسٹیشن کے سبزہ زار عمارت پر مزاحیہ مشاعرہ منعقد کیا جس میں عوام کو بطور سامع مدعو کیا گیا تھا۔ دکنی اردو میں مزاحیہ شاعری کا چلن حیدرآباد میں عام تھا۔ چنانچہ اس مشاعرہ نے شعرا اور عوام کو حوصلہ بخشا۔حیدرآباد میں فائن آرٹس اکیڈیمی کے نام سے فنون لطیفہ کے فروغ کے سلسلے میں ایک ادارہ تقریباً ۱۹۵۰ء سے کارکرد تھا،آل انڈیا ریڈیو کے مزاحیہ مشاعرے کے بعد اس طرح کے مشاعرے عام ہوگئے اور ۱۹۶۲تا۱۹۶۵ حیدرآباد میں ہی نہیں بلکہ آندھراپردیش کے مختلف شہروں اور اضلاع میں اس طرح کے

مشاعرے منعقد کیے گئے اور مزاحیہ شاعری اور شاعروں کی روایت کو حیدرآباد میں استحکام ملتا گیا۔ جس کے اراکین میں سید مصطفی کمال کو بھی شامل کیا گیا اور ۱۹۷۴ء میں اس ادارہ کا باضابطہ رجسٹریشن کروایا گیا ۔حیدرآباد کے مزاح نگاروں اور ارباب نے تجویز کی کہ حیدرآباد میں مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس منعقد کی جائے۔ چنانچہ مجتبیٰ حسین کو اس کانفرنس کا سکریٹری منتخب کیا گیا اور زندہ دلانِ حیدرآباد کے زیر اہتمام ہندوستان میں مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس ۱۴،۱۵ مئی ۱۹۶۶ اعلیٰ پیمانے پر منعقد ہوئی جو بے انتہا کامیاب رہی۔اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے سید مصطفی کمال نے دن ورات ایک کر دیئے تھے۔اس کے بعد سے مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس اعلیٰ پیمانے پر منعقد ہونے لگی۔ چنانچہ مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس ۱۴اور ۱۵ مئی ۱۹۶۶ کو حیدرآباد کے معروف اردو ہال موقوعہ حمایت نگر حیدرآباد میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کے موقع پر پہلا سوویز شائع کیا گیا جو زندہ دِلانِ حیدرآباد کی پہلی دستاویز ہے۔بقول مصطفی کمال :"دراصل ہمارا ادارہ ہیں ہی ایک زندہ دلان حیدرآباد جس کا آغاز ۱۹۶۲ میں ہوا۔۱۹۶۶ میں ایک کانفرنس طنز ومزاح نگاروں کی ہوئی جس میں سوونیر شائع کئے اس میں میں بھی ایک ممبر تھا اس کانفرنس کے بعد ہم سالانہ کانفرنس کرنے لگے پھر ۶۷ اور ۶۸ ہیں وہی کانفرنس ! نثری اجلاس ، پھر وہی مشاعرہ کافی شہرت ہوئی"[۱] اس طرح پہلی کل ہند کامیاب کانفرنس کے ذریعہ زندہ دلان حیدرآباد نے ایک ادارہ کا مقام حاصل کرلیا۔ سوونیر کے مرتبین میں ناصر کونولی، سید مصطفی کمال اور حفیظ قیصر وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔اسی طرح زندہ دلان حیدرآباد کے سالانہ تقاریب پر ہر سال سوونیر شائع ہونے لگا۔جب سوویز کے مزاحیہ مضامین عوام میں مقبول ہونے لگے اور اس کی اہمیت میں اضافہ ہونے لگا تو نومبر ۱۹۶۷ میں سید مصطفی کمال نے حیدرآباد سے "شگوفہ" نام کا رسالہ جاری کیا۔ شگوفہ نام رکھنے کی وجہ خود مصطفی کمال نے مزاحیہ پیرائے میں بیان کیا ہے : "میں کلی یا بن کلا پھول نہیں کھلاتا بلکہ میں شگوفہ چھوڑتا ہوں اور شگوفے چھوڑنا اردو ادب میں محاورہ استعمال کیا جاتا ہے جسکا مطلب انوکھی بات کہنا یا کوئی فتنہ انگیز بات کہنے کے ہیں"۔ شگوفہ کو زندہ دِلانِ

حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت دی گئی۔ابتدا میں یہ رسالہ ڈیڑھ ماہی تھا جس کی قیمت ایک روپئے تھی یہ سال بھر میں آٹھ پرچے شائع کرتا تھا مگر بعد میں ۱۹۷۳ میں ''شگوفہ'' کو ماہنامہ کر دیا گیا۔آج بھی رسالہ شگوفہ نے اپنی عمر کے ۴۹ویں سال میں اپنی تاریخ بنائی ہیں۔طنز و مزاح کا پہلا پرچہ اودھ پنچ تھا جو ۱۸۷۷ میں جاری ہوا اور ۱۹۱۲ میں بند ہوا۔طنز و مزاح کا یہ پہلا پرچہ تھا جو طویل عرصے تک جاری رہا اور اس نے بے شمار طنز و مزاح نگاروں کو روشناش کیا۔شگوفہ دوسرا رسالہ ہے جو طویل عرصے سے شائع ہو رہا ہیں۔اودھ پنچ کا دور ۳۷ سالہ Record تھا مگر شگوفہ نے اسے توڑ دیا بلکہ بارہ سال مزید ۳۷ سال کے بعد یہ رسالہ جاری ہیں۔جہاں تک طنز و مزاح کو روشناس کرنے کا سوال ہے تو اودھ پنچ نے بے شک کئی اہم لکھنے والوں کو روشناس کیا۔لیکن یہ سب قلم کار پہلے سے اپنے طور پر لکھ رہے تھے۔جب کہ شگوفہ نے نوآموز طنز و مزاح نگاروں کو نہ صرف متعارف کیا بلکہ ان کی مزاح نگاری میں اپنا حصہ ادا کیا۔۲۰۱۹ کے سال کے بارہ شماروں پر تبصرہ کرنے سے پہلے مجھے بتانا ضروری ہے کہ نومبر ۲۰۱۸ میں شگوفہ کے پچاس سال مکمل ہو چکے ہیں موجودہ حالات میں کسی اردو رسالہ کا پابندی وقت کے ساتھ بانی ایڈیٹر ہی خود ۵۱ برسوں سے شائع کروانا ایک غیر معمولی بات ہے۔''شگوفہ'' کے عام شماروں کے علاوہ سال نامے،خاص نمبر اور سوونیر کے علاوہ کئی گوشے شائع ہو چکے ہیں۔سال کے آغاز سے ہی سال نامے اردو کے نمائندہ طنز و مزاح کے نثری اور شعری تخلیقات ہندوستان،پاکستان،امریکہ،یوروپ،افریقہ سے لکھتے رہے ہیں اس پس منظر کے سالنامے میں کاٹون میں لوگ ۵۰ سال کا دھندہ ہاتھ میں لیے پتھریلی زمین پر چل رہے ہیں۔اس سال نامے کے آغاز پر لکھنے والوں کی تمام تصاویر دی گئی ہیں۔مصطفی کمال نے شگوفہ میں مزاحیہ نثر کو ہی جگہ نہیں دی بلکہ یکساں طور پر مزاحیہ شاعری کو بھی اہمیت دی ہے۔شعر و نثر کے کسی بھی صنف میں کسی بھی پیرائے میں طنز و مزاح کی جھلک نظر آتی ہے۔مثلاً مال مفت کے عنوان سے (انشائیہ و مزاحیہ مضامین) اڑیں گے پرزے کے تحت (خاکے) بال کی کھال کے عنوان سے (تبصرے)،ایسی کی تیسی کے زیرِ عنوان (تنقیدی مضامین) قاضی جی دبلے کے تحت (

رپورتاژ و سفر نامے) دخل و نامعقولات کے زیر عنوان (ڈرامے و مزاحیہ افسانے)، مالِ مسروقہ کے عنوان سے دوسرے رسائل میں چھپی ہوئی تخلیقات کی دوبارہ اشاعت، شیطان کی آنت کے تحت سلسلہ وار و قسط وار ناول مراسلے، و خطوط کے لیے دے کے خط سلسلہ ،اداریئے کے لیے پھر ملیں گے اگر خدا لایا، منظومات کے لیے چورن کا موزوں ترین عنوان وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ جنوری کا شمارہ: اس سال نامے ہیں بھی نثری تخلیقات موجود ہے۔ شگوفہ کی فہرست میں اڑے گے پرزے کے عنوان سے ہمیشہ خاکہ موجود ہوتے ہیں۔ جس میں پاکستان کے ڈاکٹر اشفاق احمد ورک، خالد محمود اور شکیل اعجاز شامل ہیں۔ عطاالحق قاسمی کی تین کالم اس رسالے میں شامل کیے گئے ہیں۔انشائیہ نگاروں میں فیاض احمد فیضی، نصرت ظہیر، ڈاکٹر حلیمہ فردوس، ڈاکٹر حبیب ضیاء، مختار ٹونکی، ڈاکٹر علیم خان فلکی، ڈاکٹر شفیع شیخ وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ شعری حصے میں ڈاکٹر ظفر کمالی، زبیر قدودی، مختار یوسفی شاہد ادیبی، نٹ کھٹ عظیم آبادی، کرشن پرویز، وغیرہ کی غزلیں اور منظومات شامل ہیں ۔ان ناموں کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں کے علاوہ پاکستان، آسٹریلیاں کے نمائندہ طنز و مزاح نگار موجود ہیں ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عام طور پر تخلیق کاروں کا معیار زوال پذیر ہو رہا ہے اس کے باوجود شگوفہ کے شماروں کے مطالعہ سے احساس ہوتا ہے کہ طنز و مزاح کے لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ نئے لوگوں کو متعارف کرانے کی وجہ سے طنز و مزح کے ارتقا کا تسلسل قائم ہے ۲۰۱۹ کے تمام شماروں کا مکمل جائزہ لے تو ایک خوش آئند احساس ہوتا ہے کہ سینئر لکھنے والوں کے شانہ بشانہ کئی نام ایسے بھی ہیں جن کی تخلیقات پڑھ کر ہم نا صرف لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ ان سے اچھی امیدیں بھی وابستہ کر سکتے ہیں۔ان شماروں میں خود نوشت، سفر نامے، رپورتاژ اور خاکے کافی تعداد میں چھپتے رہے ہیں شگوفہ کے قلم کاروں نے طنز و مزاح کی افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے سماج کی برائیوں اور خرابیوں کو ہمیشہ نشانہ بنایا ہے۔ یہ رسالہ ہنسنے ہنسانے کا کام انجام نہیں دیتا بلکہ ہنسی ہنسی میں پتے کی بات کہہ جاتا ہے معاشرے کی صحت مند اقدار کے علاوہ اس کی کمزوریوں پر بھی شگوفہ کے تمام شماروں میں

تصاویر پیش کی گئی ہیں۔ ماضی میں طنز ومزاح لکھنے والوں نے اس کے معیار کو کبھی بلند کرنے کی طرف توجہ نہیں دی لیکن شگوفہ منظم انداز میں طنز ومزاح کے فروغ کے لیے کام کرتا رہا ہے اس کے لکھنے والوں میں خواتین کی بھی کافی تعداد موجود ہیں۔ ہر شمارے میں کوئی نا کوئی خاتون کا مضمون یا شعری تخلیق نظر آتی ہے۔ فروری کا شمارہ: فروری کے عام شمارہ میں حسب معمول نثری وشعری تخلیقات کے ساتھ اورنگ آباد کے مزاح نگار علی الدین صدیقی کے انتقال پر خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ اس شمارے میں ڈاکٹر اختر سلطانہ کا مضمون شائع ہوا جس میں قرۃ العین حیدر کی تحریر کردہ طنز وظرافت کی نمونے تلاش کیے گئے ہیں یہ ایک اچھوتا موضوع ہے۔ مارچ کا شمارہ: مارچ کا شمارہ بانو سرتاج کی مزاح نگاری کا نمائندہ نمونہ ہے۔ جس میں ان کا ایک گوشہ شائع ہوا ہے اس شمارہ میں شفیقہ فرحت نے اپنی تحریر میں بانو کو دعاؤں سے نوازا تھا۔ اداریہ مدیر شگوفہ نے لکھا ہے کہ بانو سرتاج کی طنز ومزاح پر دو کتابیں ہیں۔ انھوں نے علم کی دنیا میں رہتے ہوئے طنز ومزاح میں خاص دلچسپی لی ہیں اور ان کی تحریروں میں تفکر اور تبسم کی شیر وشکر کا ذائقہ ملتا ہے۔ اپریل کا شمارہ :اپریل کا شمارہ اس اعتبار سے منفرد شمارہ ہے کہ اس میں فضل جاوید کی پیروڈیوں کو تحقیق وتنقید کا موضوع بنایا گیا ہے۔ فضل جاوید اچھے مزاح نگار تھے ان کا چند ماہ قبل انتقال ہوا ہے اپریل کے شمارے میں فضل جاوید کی فراہم کردہ پر لطف پیروڈیاں اس شمارے میں شائع کی گئی ہیں۔ مئی کا شمارہ: مئی کے شمارے میں کے این واصف کا گوشہ شامل ہے۔ جون کا شمارہ: جون کے مہینے میں گلبرگہ کے طنز ومزاح نگار منظور وقار پر ایک گوشہ شامل کیا گیا ہے۔ اس شمارے کے اداریہ میں مدیر شگوفہ نے زندہ دلان حیدرآباد کے پس منظر میں تفصیلی اداریہ لکھا ہے اور یہ بتایا ہے کہ زندہ دلان حیدرآباد فائن آرٹس اکیڈیمی کا ادبی شعبہ تھا جس کو ۱۹۷۳ میں ایک آزاد ادارے کے طور پر رجسٹر کرایا جا چکا ہے۔ جولائی کا شمارہ: جولائی کے شمارے میں لکھنو کے ممتاز مزاحیہ اور مشہور شاعر مسرور شاہ جہاں پوری کے کلام کا انتخاب پیش کیا گیا ہے اور ان کے فن پر بھی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اگست کا شمارہ: اگست کا شمارہ ایک عام شمارہ ہے جس میں مشتاق احمد یوسفی کو یاد کیا گیا

ہے۔ ستمبر کا شمارہ: ستمبر کے شمارہ میں ابن صفی کا ایک قدیم مگر دل چسپ مضمون شامل ہے۔اس مضمون کا عنوان ''خستہ ایک ڈپلومنٹ مرغ'' ہے۔ساتھ ہی اس شمارے میں عالمی شہرت یافتہ شاعر انور مسعود کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔اکتوبر کا شمارہ: اکتوبر کے شمارے میں نامور مزاح نگار و کالم نگار فکر تونسوی پر ایک گوشہ ہے۔اردو والے اب فکر تونسوی کو یاد نہیں کرتے اس گوشہ میں فکر تونسوی کے پانچ کالم، خطوط اور ایک خاکہ شامل ہے۔نومبر کا شمارہ: نومبر کا شمارہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس میں رضا نقوی واہی پر ایک گوشہ شاہے۔واہی کی منتخب غزلیں، نظمیں بھی شامل ہے۔واہی پر مغنی تبسم کا ایک مضمون بھی شامل ہے۔دسمبر کا شمارہ: دسمبر کا شمارہ: زندہ دلان حیدرآباد کی سالانہ تقاریب کے موقع پر شگوفہ میں ہمیشہ ایک سووئیز شائع کیا جاتا ہے۔چنانچہ ۲۴ اور ۲۵ نومبر ۲۰۱۹ کو حیدرآباد میں منعقدہ زندہ دلان حیدرآباد کی تقاریب کے سلسلے میں شگوفہ کے دسمبر کا شمارہ میں بطور سووئیز شائع کیا گیا ہے اس شمارے ہیں مدلاور فگار کا مشہور و معروف خطبہٗ صدارت بھی شامل ہے جو طنز و مزاح کی پہلی کانفرنس میں ۹۶۶ میں پڑھا گیا تھا۔شگوفہ ۱۹۶۸ میں شائع ہوا تو الگ ماحول تھا الگ طرح کی فضا تھی خالص طنز و مزاح کم تھا۔پرچہ جاری کرنے کے لیے شگوفہ نے ایسے قلم کاروں کو اپنایا جو پہلے ناول یا افسانہ لکھا کرتے تھے جن میں بیدی، جیلانی بانو، وغیرہ موجود تھے۔اور ایسے بھی لوگ موجود تھے جن میں لکھنے کی صلاحیت موجود تھی اس کے بعد سے محفلوں میں مضامین سنائے جانے لگے ۔جس سے شگوفہ کو دن بہ دن نئے نثر نگار اور شاعر نصیب ہوتے گئے ہیں۔شگوفہ نے خاص کر نثر کے تمام اصناف کو جگہ دی۔شگوفہ ۲۰۰۱ تک پہنچتے پہنچتے کامیاب ہو کر سامنے آیا۔شگوفہ نے یہ بتا دیا کہ کسی بھی درجے کا ادب دوسرے درجے کے مقابل کم تر نہیں ہے۔نثر ہو یا شاعری کسی بھی کسی بھی اصناف کا پیرائے اظہار بے حد خوب صورتی کا حامل ہوتا ہے۔چاہے وہ انشائیے ہو یا خاکے ، تبصرے ہو یا ڈرامے یا پھر سوانح، خودنوشت، سفر نامے رپورتاژ وغیرہ۔''شگوفہ'' جس نے ۵۱ سال کی مدت بہ خیر و عافیت طے کر لی ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس رسالہ نے ہندوستان کے شہرۂ آفاق رسالہ ''اودھ پنچ'' سے آگے کا سفر طے

کر لیا ہے 2005ء میں ''شگوفہ'' پر سینتیسویں سال گرہ منائی گئی اور 2018 میں پچاسویں سالگرہ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں ''شگوفہ'' طنز و مزاح نگاری میں اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ حوالہ جاتی کتب ا۔ مصطفی کمال سے انٹر ویوں۔ بتاریخ ۳ اپریل ۲ ۲۔ ڈاکٹر مصطفی کمال کی علمی وادبی خدمات، محمد انور الدین ،بتاریخ ۳ اپریل ۲۰۱۶ ۳۔ اردو طنز و مزاح کی روایت، ڈاکٹر خالد محمود ۴۔ ''رسالہ شگوفہ کے شمارے ۲۰۱۹''

***